پاکستانی ادب اور مسلم کلچر کے مباحث

Debates of Muslim Culture and Pakistani Literature

Muhammad Saif Ullah Khan
PhD Scholar, Urdu department, University of Education, Lower Mall Campus Lahore.
Saifwallahray@gmail.com
Humaira Younas
Assistant Pro. Govt. Graduate College For Women, Samanabad, Lahore

ABSTRACT

Literature reflect any society and culture. Literature is pretty much important in evolution and livelihood of every nation. Literature represents mental, cultural and ideological attributes of a nation. We can say that Pakistani Literature, and Muslim culture is somehow Pakistan's political, religious, social and cultural history. Holy Quran has presented evident, flexible and comprehensive theory about human life. In fact, spending life according to the teachings of Holy Quran is Muslim culture. Muslim culture also has been called as Prophetic civilization, revelational culture, heavenly civilization and ideological culture. Muslim culture is based upon its religious faiths and theories, but it has also adopted from culture of other civilizations and absorbed their influence too. This absorption has been stimulated by the non-biased point of view of Muslim culture, and that's why Muslim culture has promoted every field of life.

Pakistan came into existence for the sake of Islam so its greatest heritage is Muslim culture. Muslim culture should be distinguished from the heritage of Muslims. Roots of Muslim culture are deepened in literature, art, architecture, nutrition and nutritional values, costumes, jewelry, pottery and most importantly in the revolution of thoughts and way of thinking. So that it may bring joyfulness and satisfaction in the fields of world. If we consider Islam as the thorough code of life , if we consider it the axis point of inner and outer elements of Muslim culture , then their is no conclusion and solution of it other than molding our cultural reflections according to Islamic values.

Keywords: Culture, Heritage, Islam, Literature, ideology.

ادب ہماری تہذیبی، علمی، روحانی، معاشرتی، جمالیاتی اور انسانی قدروں کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ معاشرے کا ضمیر کہلاتا ہے اور ہماری تہذیبی و ثقافتی اقدار کو زندہ رکھنے کے لیے آکسیجن کا کام کرتا ہے۔ ادب کی فعالیت اس بات میں مضمر رہی ہے کہ دُنیا کے بدلنے کے ساتھ ساتھ ادب کی ماہیت میں بھی تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے۔ یہ تبدیلی موضوعات ہی میں نہیں تکنیک اور اسلوب کی سطح پر بھی ہوتی ہے اور اس بنیادی رویے میں بھی جس سے کوئی عنصر شناخت ہوتا ہے۔ اگر مجموعی حوالے سے دیکھا جائے تو ادب ایک ہمہ گیر شناخت ہے جو ایک تہذیب کا ناگزیر حصہ ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ معاشروں کا ادب وہی پائیدار ہوتا ہے۔ جو مادری زبانوں کے بطن سے جنم لیتا ہے۔ مادری زبانیں زمین کے بغیر

اپنی خوشبو برقرار نہیں رکھ سکتیں۔ جس معاشرے کی جڑیں اپنی زمین میں اور جس ادب کی آبیاری معاشرے کے خون سے کی گئی ہو وہ اپنے تخلیق کرنے والے معاشرے کی مہک لیے ہوتا ہے۔ ایسا ادب اپنے تخلیق کرنے والے معاشرے کے احساسات تخیل، تصور، اعتقادات، عبادات، جذبات، کیفیات اور غم و خوشی کا حاصل اظہار موثر و مناسب الفاظ میں ڈھال پاتا ہے۔ ادبی صنف کوئی بھی ہو اور ادب خواہ غیر تحریری ہو لیکن اس میں مہک اپنی زمین اور ثقافت کی رچی بسی ہوتی ہے۔ پاکستانی ادب کی تخلیق میں بھی اس تہذیبی تسلسل کی پیداوار زبانیں ہیں۔ جس میں اس کے تخلیق کاروں کا دکھ درد، مسائل، حل، جرات، غم و خوشی، احساس و جذبہ، عقیدہ اور بھروسہ معاشرے کے وجود کی طرح نمایاں نظر آتا ہے۔

ادب اور پاکستانی ادب:

کوئی بھی کلچر ہو ادب کے بنیادی موضوعات ایک ہی ہوتے ہیں مثلاً پیدائش، موت، محبت، نفرت، خوشی و غم، بادی النظر میں یہ خیال صحیح معلوم ہوتا ہے لیکن بغور جائزہ سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ ہر معاشرے کا ادب اپنے اندر چند خصائص پیدا کر لیتا ہے۔ کچھ روایات ایسی ضرور پیدا ہو جاتی ہیں جو دوسری جگہ اور دوسرے کلچر میں نہیں پائی جاتیں۔ ماحول کی انفرادیت، روایات کی خصوصیات اعتقادات کی یک رنگی مل کر ایک خاص قسم کا طرز فکر پیدا کر دیتی ہیں۔

ادب کسی بھی معاشرے اور کلچر کی عکاسی کرتا ہے۔ قوموں کی بقا اور حیات میں ادبی سرمائے کو بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ ادب کسی قوم کی ذہنی، فکری، تہذیبی اور نظریاتی رویوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ ادیب ادب کی تخلیق کرتے وقت الفاظ کا ایسا چناؤ کرتا ہے جس سے اپنے خیالات احساسات و جذبات کا اظہار اس پیرائے میں کرتا ہے کہ پڑھنے والے کو اس سے دلچسپی پیدا ہو جائے۔

> ”ادب اپنی ذات کا ہی مکاشفہ نہیں، ایک تہذیبی وظیفہ بھی ہے جس سے افراد کے باطنی چہروں اور رویوں کے ساتھ ساتھ اجتماعی چہرے اور رویے قومی شناخت اور قومی کلچر کی اندرونی پرتیں بھی اجاگر ہوتی ہیں۔ ادب اپنی جغرافیائی و ثقافتی خوشبو اور حال کے تضادات سے ہم آہنگ ہو کر ایسے امکانات پیدا کرتا ہے جس سے نہ صرف مستقبل کی طرف پیشرفت ہوتی ہے بلکہ اجتماعی ہیت کو ابھارنے اور سنوارنے کا جذبہ بھی سر اُٹھاتا ہے۔“ (1)

ادب ایک تخلیقی عمل ہے جس کا ہماری زندگی سے گہرا اور براہِ راست تعلق ہے مختصر یہ کہ ادب زندگی کا عکاس ہوتا ہے۔ اسے کسی طور پر زندگی سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔

---

(1) رشید امجد، ڈاکٹر، ابتدائیہ پاکستانی ادب (جلد اوّل)، مرتبین: رشید امجد، فاروق علی، راولپنڈی: فیڈرل گورنمنٹ سر سید کالج، ۱۹۸٦ء، ص: ۹

''ادب ایک سماجی عمل ہے۔ اس کے وسیلے سے مختلف سماجوں اور معاشروں نے اپنے مجموعی انداز فکر، مختلف رویوں، اپنی ثقافت اور اپنے شعور کا اظہار کیا ہے۔۔۔ادب معاشرے کی تعمیر و تشکیل میں حصہ لیتا ہے اور سماجی، معاشی، فکری، تہذیبی، تمدنی میلانات اور رجحانات پر اثر ڈالتا ہے اور نوع انسانی کے جذبات مقدرات کی تہذیب و تطہیر انفرادی کاوش ہوتے ہوئے بھی اپنے حلقہ اثر کے اعتبار سے ایک اجتماعی ادارہ ہے۔'' (1)

ہم کہہ سکتے ہیں کہ پاکستانی ادب اور مسلم کلچر کی تاریخ ایک لحاظ سے پاکستان کی ہی سیاسی، مذہبی، سماجی و ثقافتی تاریخ ہے۔ پاکستانی ادب ایک مخصوص لب و لہجہ اور ماحول کا حامل ہے اور اس کے دانشوروں کی تحریروں میں قومی تشخص روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ ہمیں یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ پاکستانی ادیب کا لکھا ہوا وہ ادب جس میں پاکستانی قوم کے مسائل و مشکلات کا ذکر ہو یا جس میں پاکستانی قوم کا تشخص اُجاگر ہو اسے پاکستانی ادب قرار دیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا پاکستانی ادب میں مسلم کلچر، لسانی، تہذیبی و معاشی مسائل، مٹی سے محبت اور مذہب سے گہری وابستگی کے جذبات نظر آتے ہیں۔

اس ضمن میں پروفیسر غفور شاہ قاسم لکھتے ہیں:

''پاکستانی ادب سے مراد وہ ادب ہے جو پاکستان کے وجود، پاکستان کے وقار اور پاکستان کے نظریے کا اثبات کرتا ہو اور جو پاکستان کے تہذیبی اور تاریخی مظاہر کا ترجمان ہو اور جو یہاں کے کروڑوں باشندوں کی امنگوں اور آرزوں نیز شکستوں اور محرومیوں کا غیر جانب دار عکاس ہو۔ ظاہر ہے اس صورت میں پاکستانی ادب ہندوستانی ادب یا ایرانی ادب یا چینی ادب یا انگریزی ادب وغیرہ سے مختلف ہو گا۔'' (2)

پاکستانی ادب کے مباحث کے حوالے سے حفیظ الرحمن خان لکھتے ہیں:

''پاکستانی ادب کی ابتدا میں بہت سے ادیبوں نے اپنے مخصوص فکری میلانات کے سبب اس ترکیب کی تردید کی اور وہ اس کو بے معنی قرار دینے میں زورِ قلم صرف کرتے رہے۔ لیکن جب انہیں یہ خدشہ لاحق ہوا کہ پاکستانی ادب کہیں ایک خاص تحریک کا درجہ نہ حاصل کر لے تو اسے مغلطہ انگیز معنی اور مفہوم کے ساتھ قبول کر لیا گیا۔ پاکستانی ادب کی فکری اور نظریاتی حدود سے قطع نظر کرتے ہوئے بڑے شرومد سے باور کرایا جانے لگا کہ پاکستانی ادب صرف وہی ہے جو پاکستان کی جغرافیائی حدود میں لکھا جا رہا ہے۔'' (3)

---

(1) ابوالخیر کشفی، سید، ادب اور قومی شعور پاکستانی ادب (جلد اوّل)، مرتبین: رشید امجد، فاروق علی، راولپنڈی: فیڈرل گورنمنٹ سرسید کالج، ۱۹۸۶ء، ص: ۴۹۳۔ ۵۱۴

(2) غفور شاہ قاسم، پروفیسر، (۱۹۹۵ء) پاکستانی ادب ۱۹۴۷ء سے تاحال، لاہور: معراج دین پرنٹرز، ص: ۱۸

(3) حفیظ الرحمن خان، پاکستانی ادب کا منظر نامہ، ۲۰۱۸ء، ص: ۲۰

قیام پاکستان کے بعد بیشتر دانشوروں نے پاکستان کے وجود کا تحفظ اس بات میں دیکھا کہ جن اسباب سے پاکستان وجود میں آیا ہے ان کی حفاظت کی جائے یہی وجہ ہے کہ پاکستانی ادب میں کلچر سب سے زیادہ موضوع بحث بنا۔

کلچر تعریف و توضیح:

پاکستانی ادب میں کلچر کا سوال کئی اسباب سے اٹھتا ہے۔ ایک سبب تو اپنی تاریخ اور روایتوں کو اپنے حال سے جوڑنا ہے۔ دوسرا سبب اس اخلاقی نظام کو تلاش کرنا ہے جو اسلام نے فراہم کیا تھا۔ تیسرا سبب اقتصادی، سیاسی مسائل کا حل تلاش کرنا ہے اور جاننا کہ کلچر جب فروغ پاتا ہے تو اس کا سبب محض فلسفیانہ افکار یا اخلاقی اصول ہی نہیں ہوتے بلکہ اقتصادی اور سیاسی سرگرمی بھی ہوتی ہے۔

مختلف تہذیبوں میں کلچر کا لفظ مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے اس لیے کلچر کی توضیح نامناسب نہیں۔

سید سبط حسن کلچر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''انگریزی زبان میں تہذیب کے لیے کلچر کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ کلچر لاطینی لفظ ہے اس کے لغوی معنی ہیں ''زراعت، شہد کی مکھیوں، ریشم کے کیڑوں، سیپوں اور بیکٹیریا کی پرورش یا افزائش کرنا۔ جسمانی یا ذہنی اصلاح و ترقی، کھیتی باڑی کرنا''، اُردو، فارسی اور عربی میں کلچر کے لیے تہذیب کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ تہذیب عربی زبان کا لفظ ہے اس کے لغوی معنی ہیں کسی درخت یا پودے کو کاٹنا چھانٹنا، تراشنا تاکہ اس میں نئی شاخیں نکلیں اور نئی کونپلیں پھوٹیں۔ فارسی میں تہذیب کے معنی ''آراستن پیراستن، پاک و درست کردن اور اصلاح نمودن'' ہیں۔ اُردو میں تہذیب کا لفظ عام طور پر شائستگی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔'' (1)

سید سبط حسن تہذیب کو انسان کی ہم سفر قرار دیتے ہیں البتہ ان کے خیال میں تمدن اس وقت وجود میں آیا جب شہر آباد ہوا۔ ان کے خیال میں تہذیب اور انسان کا ساتھ اتنا ہی پرانا ہے جتنا خود انسان۔ اپنے مضمون ''تہذیب سے تمدن تک'' میں انہوں نے لکھا ہے:

''تہذیب کے آثار ہر معاشرے میں ملتے ہیں خواہ وہ غاروں میں رہنے والے نیم وحشی قبیلوں کا معاشرہ ہو یا صحراؤں میں مارے مارے پھرنے والے خانہ بدوشوں کا معاشرہ ہو۔ چنانچہ تہذیب اس زمانے میں بھی موجود تھی جب انسان پتھر کے آلات و اوزار استعمال کرتا تھا اور جنگلی پھلوں اور جنگلی جانوروں کے شکار پر زندگی بسر کرتا تھا۔ سپین

(1) سجاد باقر رضوی، (۲۰۰۷ء) پاکستانی تہذیب کا مسئلہ، مشمولہ کلچر، مرتبہ: اشتیاق بیگ، لاہور: بیت الحکمت، ص: ۷۷

اور فرانس کے غاروں کی رنگین تصویریں اور مجسمے اب سے چالیس پچاس ہزار برس بیشتر کے انسان کے حسن عمل اور عملِ حسن کا نادر نمونہ ہیں۔" (1)

کلچر کے مباحث میں تہذیب و تمدن کے الفاظ بھی مستعمل ہیں جو انگریزی الفاظ کلچر Culture اور سوئلزیشن (Civilization) کے مترادف ہیں۔ جو صورتِ حال ثقافت، تہذیب و تمدن کے مباحث میں ہے یہی الجھاؤ کلچر اور سویلزیشن کی بحث میں پایا جاتا ہے۔ صاحبان علم و دانش کے نزدیک کلچر (ثقافت) کو وسیع معنوں میں استعمال کرتے ہوئے Civilization کے مفہوم میں کلچر (ثقافت) کو استعمال کیا گیا ہے یا کہا جاتا رہا ہے اور مذکورہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

ڈاکٹر جمیل جالبی نے اپنی کتاب "پاکستانی کلچر" میں تہذیب و ثقافت کے الگ الگ مفاہیم و مطالب کو یک جا کر کے ایک ہی لفظ کلچر استعمال کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

"میں نے لفظ ثقافت اور تہذیب کو یک جا کر کے ان کے لیے ایک لفظ کلچر کا استعمال کیا ہے جس میں تہذیب اور ثقافت دونوں کے مفاہیم شامل ہیں۔اس کے معنی یہ ہوئے کہ کلچر ایک ایسا لفظ ہے جو زندگی کی ساری سرگرمیوں کو خواہ وہ ذہنی ہوں یا مادی، خارجی ہوں یا داخلی احاطہ کرلیتا ہے۔" (2)

کلچر سے نشوونما، ترقی اور تربیت کے مفاہیم بھی لیے جاسکتے ہیں یہ تربیت اور ترقی صرف انسان تک محدود نہیں بلکہ اشیاء مثلاً نباتات اور حیوانات تک پھیلی ہوتی ہے۔ Oxford English Dictionary میں لکھا ہے:

"کلچر کسی بھی شے کی کیفیت میں ترقی کی کوئی بھی سوچی سمجھی کوشش ہے۔" (3)

ایک اور مقام پر ڈاکٹر جمیل جالبی کلچر کے مفہوم کا تعین یوں کرتے ہیں:

"کلچر اس کل کا نام ہے جس میں مذہب و عقائد، علوم اور اخلاقیات، معاملات اور معاشرت، فنون و ہنر، رسم و رواج، افعال ارادی اور قانون، صرفِ اوقات اور وہ ساری عادتیں شامل ہیں جن کا انسان معاشرے کے ایک رُکن کی حیثیت سے اکتساب کرتا ہے اور جن کے برتنے سے معاشرے کے متضاد و مختلف افراد اور طبقوں میں اشتراک و مماثلت، وحدت اور یک جہتی پیدا ہو جاتی ہے جن کے ذریعے انسان کے وحشیانہ پن اور انسانیت میں تمیز پیدا ہو جاتی ہے۔ کلچر میں زندگی کے مختلف مشاغل، ہنر اور علوم و فنون کو اعلیٰ درجے پر پہنچانا، بُری چیزوں کی اصلاح کرنا،

(1) حمید احمد خان، (۱۹۷۵ء) پاکستان کی تہذیبی روایت، مشمولہ تعلیم و تہذیب، لاہور: مجلس ترقی ادب، ص:۱۰۹

(2) جمیل جالبی، ڈاکٹر، (۱۹۸۲ء) پاکستانی کلچر، نیشنل بک فاؤنڈیشن، ص: ۴۲

(3) Oxford English Dictionary (5th Edition), Claranden Press, 1961, p. 1482

تنگ نظری اور تعصب کو دُور کرنا، غیرت و خودداری، ایثار و وفاداری پیدا کرنا، معاشرت میں حسن و لطافت، اخلاق میں تہذیب، عادات میں شائستگی، لب و لہجہ میں نرمی، اپنی چیزوں، روایات اور تاریخ کو عزت اور قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھنا اور ان کو بلندی پر لے جانا بھی شامل ہیں۔ جس طرح گھنے جنگل، وسیع و عریض مرغزار، اُونچے درخت اور ننھی منی جھاڑیاں مردہ اور بے جان ہیں۔ اگر حرکت پیدا کرنے والی ہوا موجود نہ ہو، اسی طرح ہر معاشرہ بھی اس وقت تک گونگا، بے جان اور حیوانی سطح پر زندہ ہے، اگر اُسے حرکت میں لانے والی چیز موجود نہ ہو، معاشرے میں روح پھونکنے والی چیز جو پیغام حیات کا درجہ رکھتی ہے، ہوا کی مانند کلچر ہے جس طرح دوران خون ہماری زندگی کی علامت ہے، اسی طرح کلچر معاشرے کے لیے دوران خون کا درجہ رکھتا ہے۔" (1)

پروفیسر احتشام حسین کلچر اور سویلائزیشن کو باہم آمیز کر کے تہذیب کی تعریف متعین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جب ہم لفظ تہذیب استعمال کرتے ہیں تو اس سے کسی قوم یا ملک کی داخلی یا خارجی زندگی کے تمام اہم پہلوؤں سے مجموعی طور پر پیدا ہونے والی وہ امتیازی خصوصیات مراد ہوتی ہیں جنہیں اس ملک کے لوگ عزیز رکھتے ہیں اور جن کے حوالے سے وہ دُنیا میں پہچانے جاتے ہیں۔ انسانی قدروں کے بنانے اور محفوظ رکھنے کی جدوجہد میں اپنی قومی تہذیب پیدا کرتا ہے۔ وہ تہذیب اس کے ماضی سے ہم آہنگ ہوتی ہے اور دُنیا کی عام رفتارِ ترقی سے نسبت رکھتی ہے۔ تہذیب قومی زندگی کی ساری جذباتی، روحانی اور مادی اُمنگوں اور خواہشوں کا احاطہ کر لیتی ہے، اس کو بناتی اور سنوارتی ہے، اسے ایک ایسا نصب العین بخشتی ہے جو زمانے کی ضروریات کا ساتھ دے سکے۔ وہ ان ساری طاقتوں کو سمیٹے ہوئے آگے بڑھتی ہے جو ماضی نے اُسے عطا کی ہیں۔ اس طرح تہذیب ایک قوم کے شعور کی مظہر بن جاتی ہے، لیکن اس کی سطح کبھی یکساں نہیں ہوتی کیونکہ تہذیبی اقدار یکساں طور پر ہر طبقے کی ملکیت نہیں ہوتیں۔" (2)

Carroll Quigley سویلزیشن کے بارے میں لکھتے ہیں:

"A civilization is complicated in the first place because it is dynamic that is it is constantly changing in the passage of time until. Furthermore a civilization is a part of

---

(1) جمیل جالبی، ڈاکٹر، پاکستانی کلچر، ص: ۴۲

(2) احتشام حسین (۲۰۰۷ء)، ادب اور تہذیب، مرتبہ: اشتیاق احمد، مشمولہ کلچر: منتخب تنقیدی مضامین، لاہور: بیت الحکمت، ص: ۱۵۹

social science that is it contains subjective elementand these are usually the more important eiemnet is the culture Accordingly ina civilization unlike a crystal what people think or feel can inflence what exist changing the object completely in the process .Inthe third place many aspects of a civilization are continua exist in such subtie gradation and in such varied degrees of abstratness that the division we make in it in the course of our analysis and the word we use a symbol to refer to our analytical division refect only very roughly the situation that exist in the reality itselt." (1)

تاریخ انسانی میں پہلے ہر جگہ ابتدائی کلچروں نے جنم لیا جنہوں نے چھوٹے انسانی گروہوں (قبائلی برادریوں) کے رویے اور سرگرمی کے نمونے تیار کیے ہیں۔ کلچر کو تشکیل دینے والے ابتدائی انسان جو قبائلی زندگی کے حامل تھے کلچر کے تانے بانے میں شاذ ہی مداخلت کرتے تھے اس کی وجہ ایک تو یہ تھی کہ انسان ابھی عقل کے اعتبار سے بہت پر اعتماد نہیں ہوا تھا اس لیے وہ اسے مداخلت بے جا تصور کرتا تھا اور دوسری بات یہ ہے کہ قبائلی نظام کی گرفت ہمیشہ سے مضبوط رہی ہے جس میں روگردانی یا سرموانحراف کی گنجائش نہیں نکلتی تھی۔ اس کا مشاہدہ ہم ان علاقوں میں انسانی کلچر کے مطالعے سے کر سکتے ہیں جہاں آج بھی قبائلی نظام موجود ہے اور اب تو اس کی گرفت کافی کمزور پڑ چکی ہے تو جب کمزور گرفت کے باوجود اتنی اہلیت کا حامل ہے تو سوچیے جب اس کی گرفت بہت مضبوط تھی تب تو قبیلے کا کلچر قبائلی کو اپنی

(1) Carrell Quigley, The Evolution of Civilizations, New York: Macmillan Company, 1961, p. 85

سرشت محسوس ہوتا ہوگا۔اس لیے ابتدائی کلچر کے نقوش نہ صرف دیر تک روبہ عمل رہے بلکہ وہ جاری وساری تہذیبوں میں ابھی تک اپنی جھلک قائم رکھے ہوئے ہیں اسی کو کلچر کا تسلسل کہتے ہیں۔

تہذیب کا اسلامی تصور:

پاکستانی تہذیب بھی ایک طویل تاریخی ارتقا(کلچرل تسلسل) کی پیداوار ہے۔ جس کی بنیاد اسلامی عقائد پر ہے۔ تہذیب کے عناصر اور اجزائے ترکیبی کے سلسلے میں دانشوروں نے عقیدے کو تہذیب کی اساس اور مذہب کو اس کی اصل قرار دیا ہے۔ جس طرح عمل کا دارومدار نیت پر ہے اسی طرح تہذیب کا دارومدار عقیدے پر ہے۔

اس حوالے سے انتظار حسین لکھتے ہیں:

"مذہب اور تہذیب دو الگ الگ چیزیں ہیں مگر دُنیا کی کوئی بھی تہذیب ایسی نہیں جو مذہبی اعتقادات کے کسی نہ کسی سلسلے پر مبنی نہ ہو۔" (1)

دین اسلام تمام مذاہب میں ممتاز اپنے عقیدے کی وجہ سے ہے مسلمان اللہ کی وحدت پر، اللہ کے رسولوں اور نبیوں پر، ملائکہ پر اور اللہ کی طرف سے نازل کی ہوئی کتب پر مکمل ایمان رکھتے ہیں۔اور سب سے بڑی بات کہ مسلمان یوم حساب پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ دین اسلام میں یوم حساب اصل یوم حساب ہے۔

کان الاسلام قبل شیئی دُنیا ادی نیما بعد الیٰ نشو دولة ثم حضارة تکونت خلال قرون طویلة واخذت لها صبغة خاصة تحت تاثیر التعالیم الاسلامیة و هذ اما نسمیة بالثقافته الاسلامیة-

"(یعنی)اسلام سب سے پہلے تو ایک دین تھا جو بعد میں ایک سلطنت کے پیدا کرنے کا باعث ہوا۔اور پھر ایک تمدن کا جس کی صدیوں کی طویل مدت میں تشکیل ہوئی اور اس نے تعلیمات اسلامی کے اثر کے ماتحت اپنا ایک خاص رنگ اختیار کیا۔اسی کو ہم "مسلم کلچر" کہتے ہیں۔" (2)

اس میں یہ جو تین درجے قائم کیے گئے ہیں۔

ا۔ اسلام سب سے پہلے دین تھا۔

---

(1) انتظار حسین، تہذیب۔۔۔علاقائی اور قومی، مشمولہ کلچر، ص:۵۰۴

(2) سرکار سید العلماء الحاج سید علی نقی النقوی صاحب قبلہ، اسلامی کلچر کیا ہے؟، لاہور: اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ، فروری ۱۹۶۰ء، ص:۳

۲۔ پھر بعد میں وہ ایک سلطنت کے پیدا کرنے کا باعث ہوا۔

۳۔ پھر اس نے ایک تمدن کو پیدا کیا جس کی صدیوں میں تشکیل ہوئی اور تعلیمات اسلامیہ کے ماتحت اس کا ایک خاص رنگ رہا۔

اسلام ایک کامل دین ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

الیوم اکملت لکم دینکم۔

ترجمہ: "آج ہم نے تم پر تمہارا دین مکمل کر دیا۔" (1)

ان الدین عند اللہ الاسلام۔

ترجمہ: "بلاشبہ دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔" (2)

اسلام محض ایک مذہب نہیں ہے بلکہ ایک مکمل نظام زندگی ہے اور اسی مناسبت سے

"مسلم تہذیب ایک رویہ زندگی سے عبارت ہے اور یہ رویہ زندگی ذوق جمال و فرحت، ذوق علم، ذوق جہاد اور ذوق عبادت کے مجموعے کا نام ہے۔" (3)

دین کی اصطلاح انسانی زندگی کے پورے نظام کو زیر بحث لاتی ہے۔ لہٰذا تہذیب کا تعلق سرسری نوعیت کا ہے نہ تعلقات معاندانہ ہیں بلکہ تہذیب اسلام کا جز ولانیفک ہے اسلام ایک تہذیبی قوت ہے۔ تہذیب کا مدرسہ ان حقائق، عقائد، مقاصد اور اقتدار معیار پر ہے جن کا تعلق اقوام کی باطنی اور ظاہری تربیت سے ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مسلم کلچر عالمگیر یا ہمہ گیر تہذیب ہے۔ اسلام اپنے معیار استقامت کی وجہ سے ساری تہذیبوں کے مقام کو بدلتا رہا۔ اس کے خاص اور ممتاز اصول مسلم ہیں۔ جو بنیادی اور نوعیت میں اجتماعی اور معاشرتی ہیں۔ اسلام کائنات کو جامد و ساکن نہیں سمجھتا بلکہ کائنات کے حرکی تصور کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ اتحاد پیدا کرنے والے ایک نظام کی حیثیت سے وہ فرد کی قدر و قیمت کو ملحوظ رکھتا ہے۔ لیکن خونی رشتہ کو وحدت انسانی کی بنیاد تسلیم نہیں کرتا۔ وحدت انسانی کی خالص نفسیاتی بنیاد صرف اس وقت دریافت ہو سکتی ہے جب یہ بات ذہن نشین رہے کہ حیات انسانی کا سرچشمہ ایجابی اور تعمیر روحانیت

---

(1) المائدہ۵:۳

(2) البقرہ۲:۱۳۸

(3) سید عبداللہ، اسلامی تہذیب، مشمولہ اسلامی تہذیب و ثقافت، ص:۱۶

ہے۔ یہ روحانیت انسان کو یاد دلاتی ہے اس اللہ کی جس نے اسے پیدا کیا۔ اس زمین کی جس پر وہ چلتا پھرتا ہے اس وحدت کائنات کی جس کا وہ ایک حصہ ہے۔ اس اللہ کی جس کا وہ بندہ اور غلام ہے اور اس روحانیت سے ہی تکمیل ہوئی ایک تہذیب سے دوسری تہذیب تک۔ یعنی روحانیت ایک کمال سے دوسرے کمال تک پہنچاتی ہے۔ جہاں مسلم، کلچر تہذیب کی نشوونما ہوئی وہ خالص سامی النسل عرب کا گہوارہ تھی یہیں اس کلچر کے بانی وجہ تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم دُنیا میں تشریف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے توحید اور عالمگیر مساوات کا درس دے کر اسلامی کلچر کو نئی آب و تاب بخشی۔ تہذیب انسانی کے صدیوں کے جمود کو توڑا اور تاریخ کے پہیے کو آگے کی طرف رواں دواں کر دیا۔ مسلم کلچر کی بہتر تفہیم کے لیے اسلامی تاریخ کو پانچ بڑے حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

> "پہلا متحدہ حکومت کا دور ۶۲۲ء یعنی ہجرت نبوی سے شروع ہو کر ۸۳۳ء تک دوسرا انتشار کا دور ۸۳۳ء سے ۱۲۵۸ء تک تیسرا دور تیرہویں صدی سے اٹھارویں صدی عیسوی تک جس میں موجودہ زمانے کی سلطنتیں یعنی ترکی، ایران وغیرہ تشکیل پاتی اور اقتدار حاصل کرتیں ہیں۔ چوتھا زوال وانحطاط کا دور اٹھارہویں صدی کے وسط سے لے کر ۱۹۱۸ء تک پانچواں دور ۱۹۱۹ء سے تاحال اسلامی نشاۃ الثانیہ کا زمانہ۔" (1)

اسلامی تاریخ کے مطالعہ کے دوران یہ عجب منظر دکھائی دیتا ہے کہ مختلف نسلوں اور قوموں کے فرزند اسلام کا پرچم اٹھائے فاتحانہ انداز میں قدم بڑھائے چلے جاتے ہیں۔ ہاشمی اموی، عباسی سلجوق، ترک، عثمانی، افغان، مُغل نہ جانے کتنے خانوادے، مسلم کلچر کی پاسبانی کا فرض انجام دیتے رہے ایک قوم تھک جاتی تو دوسری قوم آگے بڑھتی اور مسلم کلچر کی مشعل درخشاں کو تھام لیتی ہے۔ اس مرحلے پر اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ خود مسلم کلچر کیا ہے۔ اور اس کے عناصر ترکیبی جس سے تہذیب ترتیب و تشکیل پاتی ہے کیا ہیں؟ یہ سوال زیر بحث موضوع کی واضح تفہیم کے لیے تو اہم ہے ہی لیکن اس بنا پر بھی اہم ہے کہ اس کے بارے میں مسلم مفکرین کی آرا مختلف ہیں اور بعض صورتوں میں آپس میں تضاد بھی ہے۔ خصوصاً تہذیب کے اجزاء یا بنیادی عناصر بیان کرتے ہوئے ہر ایک کی رائے جداگانہ ہے۔ ہر زمانے میں انسان کا حال اس کے ماضی سے متاثر ہوتا چلا آیا اور ہر نئی تعمیر میں پچھلی تعمیروں کے مواد سے کام لیا جاتا ہے۔ لیکن مسلم کلچر اپنی ذات و جوہر میں خالص اسلامی ہے کسی غیر اسلامی موثر کے اثر کا اس میں ذرہ برابر دخل نہیں ہے۔ ارباب علم و دانش نے مسلم کلچر کی تعمیر و تعریف پر خامہ فرسائی کی ہے۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کی متعین کردہ تعریفات پر نظر ڈال لی جائے۔ تاکہ ہمارا مفہوم واضح ہو سکے۔ مسلم کلچر کے مباحث کے حوالے سے ڈاکٹر محمد علی فتاوی لکھتے ہیں:

---

(1) رشید، غلام دستگیر، (۱۹۴۴ء) اسلامی تہذیب کیا ہے؟، حیدرآباد دکن: اشاعت اُردو رزاقی مشین پریس، ص: ۱۷۱

''تہذیب اسلامی حیات وکائنات سے متعلق اسلامی مفاہیم کے تحت ایک انسانی جماعت کی سرگرمیوں کے تفاعل کا نام ہے جو روئے زمین میں اللہ کی خلافت کو وجود میں لاتی ہے۔'' (1)

مسلم کلچر کے حوالے سے سید فیضی لکھتے ہیں:

''اسلامی تہذیب سے تین چیزیں مراد ہیں۔

۱۔ بلند ترین فکری سطح اور معیار جو اسلامی حکومت کے کسی دور میں پیدا ہوا ہو۔

۲۔ تاریخی لحاظ سے وہ کامرانی جسے اسلام نے ادب سائنس اور آرٹ کے میدان میں حاصل کیا۔

۳۔ مسلمانوں کا طریق زندگی، مذہبی عمل، زبان کے استعمال اور معاشرتی رسوم و رواج کے خصوصی ربط کے ساتھ۔''(2)

مسلم کلچر کے ضمن میں زبیر صدیقی لکھتے ہیں:

''اسلامی ثقافت جہاں تک میں سمجھتا ہوں، ایک مخصوص ذہنی مسلک کی نشاندہی کرتی ہے جو اسلام کی بنیادی تعلیمات سے مرتب ہوتا ہے مثلاً وحدت ربّانی، عظمت انسانی اور وحدت نسل انسانی کا عقیدہ۔''(3)

کلچر کے مباحث میں مسلم کلچر اور تہذیب کی وضاحت کرتے ہوئے پروفیسر محمد ارشد خان بھٹی لکھتے ہیں:

''اسلامی تہذیب سے مراد وہ اسلامی عقائد ہیں جن پر ایمان لا کر ایک شخص مسلمان کہلاتا ہے۔ اور ایک مخصوص طرز فکر اختیار کرتا ہے۔ اسلامی عقائد میں ایک خدا کو مانتا ہے اس کے فرشتوں، رسولوں کتابوں اور آخرت کی زندگی پر ایمان لانا ضروری ہے ان نظریات کے مطابق مسلمان اپنی زندگی میں اللہ کے دیئے ہوئے قوانین (قرآن) پر عمل کرتے ہیں اور اس طرح کی اسلامی معاشرت اسلامی تمدن کہلاتی ہے جس میں کلمہ طیبہ کو ماننے والے نظام مساجد و صیام، زکوٰۃ کی ادائیگی اور حج کا بالخصوص التزام ہوتا ہے۔'' (4)

مولانا مودودی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب ''اسلامی ریاست'' میں مسلم کلچر کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

---

(1) محمد فتاوی، ڈاکٹر، (۱۹۸۲ء) اسلامی تہذیب کی تفہیم جدید، لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، ص: ۲۸

(2) خالد علوی، ڈاکٹر، (۲۰۰۵ء) اسلام کا معاشرتی نظام، لاہور: الفیصل، ص: ۱۲۴

(3) خالد علوی، ڈاکٹر، (۱۹۷۸ء) اسلام کا معاشرتی نظام، لاہور: المکتبہ علمیہ، ص: ۳۵۲

(4) محمد ارشد خان بھٹی، پروفیسر، (س ن) مطالعہ تہذیب اسلامی، لاہور: اصباح الادب اُردو بازار، ص: ۱۳۹-۱۴۰

''اسلام ایک خاص طریق فکر(of Mind Attitude)اور پوری زندگی کے متعلق ایک خاص نقطہ نظر(Out look of life)ہے پھر وہ ایک خاص طرز عمل ہے جس کا راستہ اسی طریق فکر اور اسی نظریہ زندگی سے متعین ہوتا ہے۔ اس طریق فکر اور طرز عمل سے جو ہیت حاصل ہوتی ہے وہی مذہب اسلام ہے وہی تہذیب اسلامی ہے۔'' (1)

مسلم کلچر کے مباحث:

قرآن کریم نے انسانی زندگی کے متعلق واضح لچکدار اور جامع نظریہ پیش کیا ہے اور یہ نظریہ ہی تعلیم کہلاتا ہے۔ تعلیم سے کلچر وجود میں آتا ہے دراصل قرآن کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کا نام ہی مسلم کلچر ہے۔ یہاں کلچر و تمدن، مذہب الگ الگ چیزیں نہیں بلکہ سب مل کر ایک مجموعہ بناتے ہیں وہی نظریہ حیات جو زندگی کے ہر مسئلے کا تصیفہ کرتا ہے اور زندگی کے تمام سعی وجہد کو خواہ وہ کسی میدان میں ہو ایسے راستوں پر ڈالنا چاہتا ہے جو ہر طرف سے اپنے ایک مرکز کی طرف راجع ہوں۔ کلچر اور تہذیب کے زیر اثر تمدن پروان چڑھتا ہے اگر کسی تہذیب میں شراب جائز ہے تو اس کے تمدن میں شراب خانہ اور اس کا کاروبار ہر طرف نظر آئے گا۔ لیکن اگر تہذیب کے نزدیک یہ حرام ہے تو وہاں کے تمدن میں نہ شراب کا کارخانہ دیکھائی دے گا نہ لوگ شراب پیتے نظر آئیں گے اسلامی معاشرے میں نظام مساجد و صیام، عیدیں وغیرہ مخصوص چیزیں نظر آئیں گی۔ یہ سب کچھ اس تہذیب کا اثر ہے جو وہاں کی عوام میں داخل ہے۔ ابحاث گزشتہ کے سیاق و تناظر میں مسلم کلچر کی تعریف یہ کی جاسکتی ہے مسلم کلچر ایسا کلچر ہے جو انسان کی علمی، فکری اور عملی اصلاح کر کے اور اسے تعلیم و تربیت سے آراستہ کر کے دُنیا و آخرت دونوں زندگیوں میں کامیاب فرد بنادے۔

مسلم کلچر کو پیغمبروں کی تہذیب، الہامی تہذیب، آسمانی تہذیب اور نظریاتی تہذیب کے ناموں سے بھی موسوم کیا جاتا رہا ہے۔ مسلم کلچر ایک بامقصد فطری اور سادہ کلچر ہے۔ جو ہدایات ربانی پر مبنی ہے اس میں انسانی کائنات اور خالق و مخلوق کا تعلق ٹھیک ٹھیک بیان کیا گیا ہے۔ مسلم کلچر زندگی کا ایسا مکمل اور منظم خاکہ پیش کرتا ہے جو دین و دُنیا کی وحدت اجتماعیت و انفرادیت میں توازن کا نمائندہ ہے۔ مسلم کلچر ثبات و تعمیر کو پیش نظر رکھتا ہے یہ کلچر عالمگیر ہمہ گیر اور ابدی ہے اور ہر دور کی ضروریات کا کفیل ہے۔ مسلم کلچر کا آئیڈیل مساوات شرف انسانی اخوت اسلامی، عدل و انصاف اور علم و حکمت کا فروغ ہے۔

(1)ابوالاعلیٰ مودودی، سید، (۲۰۰۵ء) اسلامی ریاست، لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، ص: ۴۲

مسلم کلچر کی اساس بھی اس کے مذہبی عقائد و نظریات پر ہے مگر اس نے دوسرے کلچروں کی تہذیبوں سے اخذ واستفادہ بھی کیا ہے اور ان کے اثرات کو بھی اپنے اندر جذب کیا ہے۔ جذب وانجذاب کے اس عمل میں مسلم کلچر کے غیر متعصب انداز نظر نے اس میں وسعت پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور یہی وجہ ہے کہ مسلم کلچر نے ہر شعبہ زندگی کو ترقی سے ہمکنار کیا ہے۔ اس حوالے سے سید فیضی لکھتے ہیں:

"اسلام دُنیا کے جس خطے میں گیا وہاں کے مثبت عناصر کو اس نے اپنے کلچر کا حصہ بنایا اور منفی پہلوؤں سے اجتناب برتا۔ اس طرح مسلم کلچر کی وسعت قلبی، رواداری اور فراخ دلی نے اسے ایک انقلابی رجحان اور تخلیقی روح بخشی ہے۔" (1)

تہذیبوں کے درمیان کسب واستفادہ کا عمل ہمیشہ جاری رہتا ہے اور یہ یہی اخذ واستفادہ ان کی زندگی کا ضامن ہوتا ہے۔ اپنے خول میں بند ہو جانے والی تہذیبیں جلد یا بہ دیر صفحہ ہستی سے مٹ جاتی ہیں۔ اسلام میں حکمت کو مومن کی گمشدہ میراث قرار دے کر دُنیا بھر سے اچھی اور مستحسن شے کو قبول کرنے اور اپنانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ قاضی جاوید "مغرب تہذیب کا چیلنج اور مسلم سماج" میں لکھتے ہیں:

"اسلامی تہذیب نے شعوری اور ارادی طور پر دوسری تہذیبوں کی مستحسن باتوں کو سیکھا اور اپنایا ہے۔" (2)

مسلم کلچر کا اہم پہلو یہ ہے کہ مسلمان دُنیا کے جس خطے میں بھی گئے، ان علاقوں کو اپنا وطن سمجھا اور ہر ملک ملکِ ماست، کہ ملکِ خدائے ماست، کے نظریے کے تحت جغرافیائی حدود کی نفی کی جس کے باعث مسلم کلچر میں جذب و انجذاب کا عمل ہمیشہ جاری رہا۔ لہٰذا آج مختلف مسلم ممالک میں مسلم کلچر طرز حیات، رسوم ورواج اور روایات کے اعتبار سے متنوع رنگوں کا نقشہ پیش کرتا ہے۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ انہوں نے ہر ملک کے رسوم رواج اور رجحانات کو اسی حد تک قبول کیا جس حد تک وہ ان کے عقائد و مذہب کے بنیادی افکار و نظریات سے غیر متصادم تھے۔

محمد حسن عسکری صاحب نے پاکستان میں مسلم کلچر کے مستقبل کے حوالے سے بنیادی عناصر بیان کیے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"اسلام۔۔۔۔ یہ ہمارے کلچر کا سب سے ضروری رکن ہو گا کیونکہ اسلام ہی کے نام پر ہم نے پاکستان بنایا ہے اور جب تک پاکستانی علاقوں کے باشندے اس نام کا احترام کرتے ہیں وہ اسلام سے کنارہ کش نہیں ہو سکتے۔ مگر اس کے معنی یہ نہیں لینے چاہئیں کہ پاکستان کی اقلیتوں کو بھی ڈنڈے کے زور سے اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ یہ

---

(1) سید فیضی، (۱۹۷۷ء) پاکستان ایک تہذیبی وحدت، لاہور: مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، ص: ۱۹

(2) قاضی جاوید، (۲۰۱۰ء) مغرب تہذیب کا چیلنج اور مسلم سماج، مشمولہ تاریخ و تہذیب، لاہور: فکشن ہاؤس، ص: ۱۹۰

صورت تو کسی تنگ نظر سے تنگ نظر ملا کے ذہن میں بھی نہیں آئی۔ ہم اقلیتوں کو ذرا بھی مجبور نہیں کر سکتے کہ وہ اکثریت کا کلچر قبول کریں۔ یہ بات تو مسلمانوں کی تاریخ میں کبھی ہوئی ہی نہیں۔ اب تک اس روایت کی خدمت دوسرے لوگ کرتے رہے، اب پاکستانی علاقوں کا نمبر آیا ہے۔ پاکستان کے قومی کلچر کا ایک لازمی جزو پاکستان کے مختلف علاقوں کی مقامی کلچر کی روایتیں بھی ہوں گی۔ ہمیں قومی کلچر اور مقامی کلچر کے درمیان ایسا توازن ڈھونڈنا ہوگا

''اسلام۔۔۔۔ یہ ہمارے کلچر کا سب سے ضروری رکن ہوگا کیونکہ اسلام ہی کے نام پر ہم نے پاکستان بنایا ہے اور جب تک پاکستانی علاقوں کے باشندے اس نام کا احترام کرتے ہیں وہ اسلام سے کنارہ کش نہیں ہو سکتے۔ مگر اس کے معنی یہ نہیں لینے چاہئیں کہ پاکستان کی اقلیتوں کو بھی ڈنڈے کے زور سے اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ یہ صورت تو کسی تنگ نظر سے تنگ نظر ملا کے ذہن میں بھی نہیں آئی۔ ہم اقلیتوں کو ذرا بھی مجبور نہیں کر سکتے کہ وہ اکثریت کا کلچر قبول کریں۔ یہ بات تو مسلمانوں کی تاریخ میں کبھی ہوئی ہی نہیں۔ اب تک اس روایت کی خدمت دوسرے لوگ کرتے رہے، اب پاکستانی علاقوں کا نمبر آیا ہے۔

پاکستان کے قومی کلچر کا ایک لازمی جزو پاکستان کے مختلف علاقوں کی مقامی کلچر کی روایتیں بھی ہوں گی۔ ہمیں قومی کلچر اور مقامی کلچر کے درمیان ایسا توازن ڈھونڈنا ہوگا کہ مرکزی روایت مستحکم اور مالا مال ہوتی رہے اور مختلف علاقوں کی انفرادیت بھی باقی رہے۔ مقامی کلچروں کی توانائی میں مرکزی کلچر کا بھی فائدہ ہے۔ یہ بات کچھ پاکستان کے لئے نئی نہیں، نہ یہ کوئی بورژوا سمجھوتا ہے۔ ہر قوم کا کلچر اسی طرح بنتا ہے خود روس اس چیز سے آزاد نہیں۔ برطانوی ادب میں ہم نے کتنی مرتبہ دیکھا ہے کہ مقامی کلچروں نے خود مختاری کا اعلان کیا مگر انگریزی کی مرکزی روایت سے پیچھا نہیں چھڑا سکے، بلکہ مرکزی روایت نے ان کی شخصیت کو اپنے اندر شامل کر کے اپنے آپ کو اور جاندار بنا لیا۔ ہمیں اس معاملے میں ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہیے نہ تو مرکزی روایت ڈرنے کی چیز ہے نہ مقامی روایت۔ ان دونوں کے تعاون سے ہمارے کلچری سرمائے میں بڑے سے بڑا اضافہ ہو سکتا ہے۔

ہم اپنے قومی کلچر کو دوسری قوموں کے کلچر سے اور پوری انسانیت کے مشترکہ کلچر سے بھی علیحدہ نہیں رکھ سکتے۔ اسلام نے مسلمانوں کو پوری انسانیت کے کلچر کا حق دار ٹھہرایا ہے۔ اگر ہم اس معاملے میں تعصب برتیں گے تو یہ خود اسلام کی روح کے منافی ہوگا۔ یہ میں مانتا ہوں کہ پاکستان بننے کے بعد اچھے خاصے تعلیم یافتہ لوگ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ اب ہمیں یورپ کے کلچر اور ادب سے کیا واسطہ، مگر یورپ کی سائنس پڑھنے کے بعد وہاں کے کلچر کا مطالعہ نہ کرنے کے معنی بیسویں صدی میں یہ ہوں گے کہ ہم اپنے کلچر کے لیے گڑھا کھود رہے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ

یورپ کے کلچر کے مطالعے کے بعد اس میں ہمیں بہت سی برائیاں نظر آئیں گی مگر کم سے کم ان برائیوں سے واقف ہونے کے لیے ہی مغربی کلچر کا مطالعہ کرنا چاہیے۔" (1)

محمد حسن عسکری سے ڈاکٹر آفتاب احمد تک ہر ایک دانشور کی تحریروں میں مسلم کلچر کی فکر بہت زیادہ ہے۔ اس سلسلے میں ۱۹۵۶ء میں منظر عام پر آنے والا خلیفہ عبد الحکیم کا مضمون "ثقافت" کافی اہم ہے۔ اس میں بنیادی حوالہ اسلامی فکریات کا ہے اور وہ اسلام کی چودہ سو سالہ تہذیبی، سیاسی و تمدنی تاریخ کو سراہتے اور قبول کرتے نظر آتے ہیں۔ مگر وہ اس کی خوبیوں کے ساتھ ساتھ اس کی خامیوں پر بھی نظر ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اور سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ وہ مسلم کلچر کو ایک ارتقاء پذیر کلچر قرار دیتے ہیں جس میں ماضی کے نمونوں کا حال پر بعینہ اطلاق کرنے کی بجائے وہ اسلام کو بدلتے ہوئے حالات کے مطابق کلچر کے نئے نئے اطوار اختیار کرتے دیکھتے ہیں۔ خلیفہ عبد الحکیم کے خیال میں اسلام نے کبھی اس بات پر زور نہیں دیا کہ ہر قوم کے قومی خد و خال کو بالکل ختم کیے بغیر اسلام کا معاشرتی نظام لاگو نہیں کیا جا سکتا۔ ان کے خیال میں بعثت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے بھی تمام تہذیبی و تمدنی عمارت کو منہدم نہیں کیا تھا۔ اس ضمن میں انہوں نے لکھا ہے:

"جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جیسا ایک انقلابی مصلح اعظم نظر آتا ہے تو بہت کچھ بدل جاتا ہے۔ لیکن سب کچھ نہیں بدلتا اور نہ ہی ایسا مصلح حکیم یہ کوشش کرتا ہے کہ خواہ مخواہ ہر چیز کو بدل ڈالے اس لحاظ سے نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی زندگی کے بھی دو پہلو ہوتے ہیں۔ ایک قومی پہلو ہوتا ہے جس میں وہ اپنی قوم کا ایک فرد ہوتا ہے وہ قوم کی بولی بولتا ہے۔ اپنی قوم کا لباس پہنتا ہے۔ اس کا گھر بھی دوسروں کے گھروں کی طرح ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ مخصوص قومی مزاج کے بھی بہت سے عناصر اس کے اندر ہوتے ہیں۔ جن کو بدلنے کی اس کی کوئی خاص ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ قوم کی اصلاح بھی وہ قوم کے مزاج اور اس کے حالات کو مد نظر رکھ کر کرتا ہے۔" (2)

ڈاکٹر سجاد باقر رضوی نے پاکستانی تہذیب و تمدن اور کلچر پر بے شمار مضامین و تصانیف تحریر کیں۔ جن میں "تہذیب و تخلیق" اور "مغرب کے تنقیدی اصول" اہم ہیں۔ انہوں نے کلچر اور ہند اسلامی تہذیب و تمدن کے حوالے سے اپنی ذاتی اصول و مباحث اور حدود متعین کرنے کی کامیاب کوشش بھی کی ہے۔

ڈاکٹر صاحب مسلم کلچر کے چاہنے والوں میں سے ہیں اس بات کا خلاصہ یوں بیان کرتے ہیں:

---

(1) محمد حسن عسکری، آزادی رائے اور پاکستان کا کلچر (جلد دوم)، تحقیق و تدوین: شیما مجید، لاہور: علم و عرفان پبلشرز، ۲۰۰۱ء، ص: ۵۶تا۵۸

(2) عبد الحکیم، خلیفہ، ثقافت، مشمولہ مقالات حکم، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، طبع سوم، ۱۹۶۹ء، ص: ۱۱

"میں یہاں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں پاکستان کی سیاسی سالمیت کو پاکستانی تہذیب کا جسم اور تہذیب کو پاکستان کی روح سمجھتا ہوں۔ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ پاکستانی تہذیب، پاکستان کے وجود میں آنے سے پہلے موجود تھی اور پاکستان محض اس روح کو جسم دینے کے لیے وجود میں آیا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ برصغیر کے مسلمانوں نے پاکستان کا مطالبہ اس لیے کیا تھا کہ مسلمانوں کی تہذیب کا تحفظ کیا جاسکے۔" (1)

سلیم احمد نے کئی مقامات پر قدیم ترین تاریخی حوالے کو رد کیا اور تہذیب کے ارضی تصور پر اعتراضات کیے۔ وہ تہذیب کو اس اصول کی بنا پر شناخت کرتے ہیں جو کائنات میں انسان، خدا اور کائنات کے رشتے متعین کرتی ہے اور پاکستانی تہذیب میں یہ اصول مذہب ہے۔ اس لیے وہ پاکستانی تہذیب کو مسلم کلچر قرار دیتے ہیں۔ اور اس کا رشتہ موہن جوداڑو اور ہڑپہ سے الگ کر کے مکہ منورہ اور مدینہ طیبہ سے جوڑتے ہیں۔ اس حوالے سے انہوں نے لکھا ہے:

"ہماری تاریخ وہیں سے شروع ہوتی ہے جہاں سے اسلام کی تاریخ شروع ہوتی ہے دوسری کسی چیز سے ہماری تاریخ شروع نہیں ہوتی۔ مسلمانوں کی تاریخ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعثت سے شروع ہوتی ہے اور جب وہاں سے شروع ہو جاتی ہے تو ہمارے نسب ناموں کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ حضرت سلمان فارسی سے پوچھا گیا کہ تمہارے باپ کا کیا نام ہے تو انہوں نے کہا، سلمان ابن اسلام ابن اسلام۔" (2)

کلچر کا اساسی عنصر عقیدہ ہے۔ عقیدے کے اعتبار سے پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے جن کی بنیاد کلمہ طیبہ پر رکھی گئی ہے۔ یہاں اکثریت کا مذہب اسلام ہے اور اسلام محض ایک مذہب نہیں بلکہ مکمل ضابطہ حیات ہے توحید، روزہ، نماز، زکوٰۃ، حج، اللہ پر ایمان، الہامی کتابوں پر ایمان، روز محشر پر ایمان، مرنے کے بعد زندہ کیے جانے پر ایمان ان عقائد پر اکثریت پاکستانیوں کا ایمان ہے۔ نیز مسلم کلچر میں حقوق و فرائض اور اقدار و خلاقیات کا پورا نظام ہے۔ جس کی اساس اسلام ہی ہے۔

اسلام چونکہ ابدی دین ہے جس میں آنے والے انسانوں کے لیے بھی ضابطہ حیات موجود ہے۔ اسی لیے اسلام نے اپنا الگ ثقافتی نصب العین بھی پیش کیا۔ بت پرستی چونکہ اسلام کے تصور توحید سے متصادم ہے، لہٰذا بت پرستی یا مجسمہ سازی مسلم کلچر کے دائرے میں شامل نہیں ہیں۔ خدا کے اوتار کا روپ دھارنا مسلم کلچر کی روح کے منافی ہے۔ آفاقی دین کی حیثیت سے اسلام نے تمام دُنیا کے انسانوں کے لیے نظام معاشرت و کلچر تجویز فرمایا۔

ڈاکٹر عطش درانی لکھتے ہیں:

---

(1) سجاد باقر رضوی، پاکستانی تہذیب کا مسئلہ، مشمولہ تہذیب و تخلیق، لاہور: مکتبہ ادب جدید پٹیالہ گراؤنڈ میکلوڈ روڈ، ص: ۷۰۔۷۱

(2) سلیم احمد، (۱۹۸۳ء) قومی تشخص اور ثقافت، مرتبہ: جنید اقبال، اسلام آباد: ادارہ ثقافت پاکستان، ص: ۸۶

"ہمارے نزدیک اسلام ایک مکمل ثقافت (تہذیب) ہے جو زندگی کے اس طرز اور مظاہر کو پرکھتا ہے۔ خدا کی خوشنودی وہ بنیاد ہے جس پر اسلامی ثقافت کی عمارت استوار ہوتی ہے۔ ہر وہ ثقافتی مظہر جو اقرار توحید کرتا ہے جس میں تقویٰ کی جھلک پائی جاتی ہے۔اسلامی ثقافت (تہذیب) کا مظہر ہے۔" [1]

پاکستانی کلچر:

پاکستانی تہذیب دُنیا کی پرانی تہذیبوں میں سے ایک ہے۔ پاکستانی کلچر بہت سی ثقافتوں یعنی کلچرز کا آمیزہ ہے جس کی تاریخ ہزاروں برس پرانی ہے۔ یہاں صدیوں سے بدھ مت، ہندومت، اسلام، جین، سکھ، عیسائی اور دوسرے قبائل ومذاہب کے ماننے والے لوگ رہتے چلے آئے ہیں اور ان کے کلچرز کا ایک دوسرے میں انجذاب بھی ہوتا چلا آیا ہے۔ برصغیر، بدھ مت، ہندومت، جین اور سکھ مذہب کی جنم بھومی ہے اور اس خطے کی کل آبادی کا تقریباً ۸۰ فی صد ہندومت اور باقی ماندہ ۳ فی صد حصہ بدھ مت، جین اور سکھ مذاہب کے ماننے والوں پر مشتمل ہے۔ ان کے علاوہ مسلمان تقریباً ۱۵ فی صد اور باقی ماندہ ۳ فی صد حصہ دیگر قبائل ومذاہب کے ماننے والوں پر مشتمل ہے۔ سیکولر ریاست کا دعویٰ کرنے کے باوجود برصغیر پاک وہند میں ہمیشہ سے ہی مذہب کا خاصا عمل دخل رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستانی کلچر میں ہمیں ہر طرف مذہب کے رنگ بکھرے نظر آتے ہیں۔ برصغیر کی زبانیں، مذاہب، رسم ورواج، تہوار، خوراک، لباس، رہن سہن، موسیقی ورقص، فن تعمیر، ادب اور کلچر کے دیگر عناصر میں جابجا تنوع دکھائی پڑتا ہے جس بنا پر پاکستانی کلچر کو مختلف علاقائی کلچرز کا ملغوبہ بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔

پاکستان تاریخ کے تسلسل کی پیداوار تھا چنانچہ جغرافیائی حقیقت نے ایک نئے کلچر کے فروغ کے امکانات کو شوخ تر کر دیا۔ ایک ایسا کلچر جس کی تہذیبی میراث تو وہی تھی جو متحدہ برصغیر کی تھی لیکن بعدازاں ان پر نئے داخلی روابط مسائل اور نظریات جن میں مذہبی اکائی کا نظریہ سب سے زیادہ فعال تھا نے اپنا اثر مرتسم کرنا شروع کیا اور یوں ایک نئے ثقافتی منظر نامے کا آغاز ہو گیا۔

پاکستان اسلام کی بنا پر وجود میں آیا اس لیے اس کا سب سے بڑا ورثہ مسلم کلچر ہے۔ مسلم کلچر کو مسلمانوں کی ثقافت سے ممیز کرنا ضروری ہے۔ مسلم کلچر نظریاتی کلچر ہے اور مسلم کلچر سے وہ ثقافتی مظاہر مراد ہیں جو مسلم کلچر کے ڈھانچے کے اندر رہتے ہوئے مختلف مسلمان فوجوں کے علمی، فکری اور تہذیبی افکار و عمل سے ابھرتے لیکن جہاں تک مسلم کلچر کا تعلق ہے اس میں بے شمار نمونے ہمارے سامنے موجود ہیں۔ مثلاً ایرانی کلچر، ترک کلچر، مسلم کلچر، عرب کلچر،

---

(1) عطش درانی، (۱۹۸۶ء) اسلامی تہذیب وثقافت، لاہور: شاخ زریں مطبوعات، ص:۹

وسطی ایشیا کے مسلمانوں کا کلچر ان کلچروں نے بھی ایک دوسرے کو متاثر کیا اور ان کے بطن سے مسلمانوں کی نئی ثقافتوں نے جنم لیا۔

مسلم ثقافتی مباحث کے حوالے سے ڈاکٹر ممتاز حسین لکھتے ہیں:

"پاکستانی ثقافت کا موجودہ رنگ غالب طور پر اسلامی ہے اور اسے بالعموم اسلامی ثقافت کہا جاتا ہے۔ میں اس تصور کی زیادہ گہرائی میں جانا نہیں چاہتا ہوں کیونکہ مجھے اپنی کوتاہیوں کا پورا احساس ہے۔ میں بس یہی کہوں گا کہ اسلام سے مراد خدا کی وحدانیت۔ بنی نوع انسان کی وحدت اور مساوات انسانی پر اصرار ہے۔ میرے عقیدے کے مطابق اسلامی ثقافت کا ایک تیسرا نمایاں جزو جستجو کا جذبہ ہے۔ قرآن کریم بار بار زور دیتا ہے کہ افلا تعقلون (تم سمجھتے کیوں نہیں) افلا تتفکرون (تم غور و فکر کیوں نہیں کرتے) افلا تعلمون (تم جانتے کیوں نہیں)۔" (1)

برصغیر کے مسلمانوں کی سیاسی جدوجہد میں ایک طرف مسلم کلچر اور اس کی حفاظت شامل تھی۔ دوسرے ایسے سیاسی نظام کا قیام جس میں ثقافتی تشخص کی حفاظت ممکن ہو۔ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے مسلمانوں کے سیاسی و ثقافتی ظواہر کے حوالے سے اس رائے کا اظہار کیا تھا:

"اس ملک میں ایک ثقافتی قوت کی حیثیت سے اسلام کی زندگی کا بہت بڑی حد تک دارومدار اس بات پر ہے کہ اسے ایک معینہ علاقے میں مرکزی حیثیت حاصل ہو۔" (2)

مسلم کلچر کے تشخص کے حوالے سے قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ایک موقع پر اظہار خیال فرمایا تھا:

"مسلمان فاتحوں، تاجروں اور واعظوں کی حیثیت سے ہندوستان آئے وہ اپنی ثقافت و تہذیب ساتھ لائے۔ انہوں نے مضبوط سلطنتیں قائم کیں اور ایک عظیم الشان تہذیب تعمیر کی۔ انہوں نے برعظیم ہند کی اصلاح کی۔ اسے ایک نئے سانچے میں ڈھالا۔ آج ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان دُنیا کے کسی خطے کے مقابلے میں سب سے بڑی منظم اسلامی آبادی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہم ایک قوم ہیں جس کی ایک مخصوص ثقافت اور تہذیب، زبان اور ادب، آرٹ اور فن تعمیر جس میں قدر و تناسب، شرعی قوانین، اخلاقی ضابطہ، رواج کیلنڈر، تاریخ روایات، خیالات و خواہشات موجود ہیں۔ الغرض ساری زندگی کے بارے میں ہمارا ایک مخصوص زاویہ نگاہ ہے۔" (3)

---

(1) رشید امجد، فاروق علی سرسیدین، پاکستانی ادب (جلد اوّل)، راولپنڈی: فیڈرل گورنمنٹ سرسید کالج، ۱۹۸۱ء، ص: ۱۶۷

(2) رشید امجد، فاروق علی سرسیدین، پاکستانی ادب (جلد اوّل)، ص: ۷۳

(3) ایضاً، ص: ۷۴

پاکستانی کلچر دراصل مسلم کلچر کا عکاس ہے۔ مسلم کلچر سے مراد وہ کلچر نہیں جو کسی زمانے میں ان لوگوں نے جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہوں نے اپنایا ہو۔ بلکہ یہ مذہب کا کلچر ہے۔ جس کا مقصد فلاح عالم ہے۔ اسلام آدمیت کو فلاح و بہبود سے ہم کنار کرنا چاہتا ہے اور انسانی قلب و ذہن کی صلاحیتوں کو اسی ذریعے سے سنوارتا ہے۔ اسی طرح پاکستانی کلچر کا بھی اپنا خاص مزاج ہے جو اسے دوسری اقوام اور دوسرے کلچروں سے منفرد کرتا ہے پاکستانی کلچر زندگی کو حسین و خوبصورت بنانے، اسے تزئین و تازگی بخشنے کے ساتھ ساتھ اپنے مخصوص طرز سے سماج میں انسانی حیات کو رفعت بخشتا ہے۔ کلچر کے چند اعلیٰ نمونے خواہ وہ کتنے ہی بلند معیار کے کیوں نہ ہوں مکمل کلچر کے آئینہ دار نہیں ہو سکتے۔ مسلم کلچر کی پہچان مذہب، تاریخ اور جغرافیہ کی بدولت بھی ہے۔ پاکستان اسلام کی بناء پر معرض وجود میں آیا۔ اس لیے اس کا بڑا ورثہ مسلم کلچر ہے۔ مسلم کلچر یعنی نظریاتی کلچر کے خدوخال کس طرح واضح ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ (خطبات مدراس) میں ایک باب اسلامی ثقافت کی روح سے مخصوص کرکے وضاحت کر دی ہے۔ مسلم کلچر کی روح کے تعلق سے علم و حکمت کی جستجو اور عقل و تجزیے کے سائنسی انداز فکر سے شعور ذات کے دروازے کھلے علوم و فنون نے نمو پایا۔ فنون لطیفہ، زبان، شعر و ادب، موسیقی، فن تعمیر، مصوری، خطاطی، روحانیت اور خدا شناسی کے میلانات پروان چڑھے۔ بودوباش اور خورونوش میں نئی لطافتوں نے جنم لیا۔

ڈاکٹر عبدالسلام خورشید کلچر کو دینی اور تاریخی بناء پر متعین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''۱۔ اسلام کا نظریہ، جو ایک عادلانہ، منصفانہ اور استحصال سے پاک معاشرے کا ضامن ہے۔ جس میں علم و حکمت کی تلاش اور جدید خیالات کی سائنسی چھان پھٹک کی پوری گنجائش موجود ہے۔ جس میں اجتہاد کے ذریعے سے، بنیادی اصولوں کے اندر رہتے ہوئے نئے خیالات کو اپنانا ایک پسندیدہ امر ہے۔

۲۔ پاکستانی عوام کی غالب اکثریت مسلمان ہے۔ وہ اسلام پر مکمل طور پر عمل پیرا ہو یا نہ ہو لیکن جہد سے عمل تک اس کی زندگی کی روزمرہ تفاصیل اور جزئیات میں اور رسوم میں اور رہن سہن میں اسلامی روایات کا گہرا دخل ہے۔

۳۔ مسلمانوں کی ثقافت کے وہ ظواہر و آثار جو عرب اور ایران اور وسطی ایشیا کی ثقافت اور برصغیر کے لوگوں کے ساتھ ایک ہزار سالہ اختلاط اور میل جول سے ابھرے اور موجود ہیں۔

۴۔ یہ حقیقت کہ پاکستان برصغیر کے مسلمانوں کی اس صد سالہ جدوجہد کا نتیجہ ہے جس کے پس پشت ملی اور ثقافتی تشخص کے تحفظ اور مسلم اکثریتی علاقوں میں اس کے ارتکاز کا محرک جذبہ کارفرما تھا۔ یہی وہ عناصر ہیں جو پاکستان

کے لوگوں کو بنیادی یک جہتی اور ثقافتی تشخص عطا کرتے ہیں۔ لیکن یہ کہانی یہیں ختم نہیں ہوتی کیونکہ ثقافتی بنیادوں میں جغرافیائی عناصر کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔" (1)

پاکستانی کلچر میں خانقاہوں، درگاہوں اور صوفیا کا بھی ایک اہم مقام ہے۔ اور ان سے عقیدت اور محبت کی جڑیں عوام کے دل میں نہایت گہری ہیں۔ یہ صوفیا تبلیغ اسلام کے لیے مختلف ممالک سے برصغیر پاک و ہند میں آئے اور مختلف علاقوں میں پھیل گے۔ درویش منش، سادہ اور پاک طینت یہ صوفیا پڑھے لکھے اور صاحب تقویٰ بزرگ تھے جن کا مقصد اسلام کی تبلیغ اور مسلک انسان سے محبت تھا۔ ان کا تعلق سلطانوں اور بادشاہوں سے نہیں بلکہ عوام سے تھا اور ان کے مخاطب بھی بادشاہ یا درباری نہیں بلکہ عوام تھے۔ ان بزرگوں کی اپنی زندگیاں محبت، سادگی، رواداری، انسانی ہمدردی، مساوات، خلوص اور تقویٰ کا نمونہ تھیں۔ ان کی زندگیوں کے تکلفات سے پاک نمونے نے ایسے طرز حیات کو پیش کیا جس میں باطن کی صفائی اور عمل کی پاکیزگی بنیادی جزو تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بہت جلد عوام میں مقبول ہو گئے اور ان کی تعلیمات کی بدولت ہی برصغیر کے عوام اسلام کی طرف راغب ہوئے۔ مسلمان ہی نہیں غیر مسلم بھی ان صوفیا سے متاثر تھے اور ان سے محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔ دہلی میں حضرت نظام الدین اولیا کا مزار اس بات کا بین ثبوت ہے جہاں ہر روز سینکڑوں زائرین بلا تفریق مذہب و ملت حاضر ہوتے ہیں۔ پاکستانی کلچر میں ان اولیاء اور صوفیا سے عقیدت و محبت اور ان کی درگاہوں کا احترام لازمی جزو ہے۔ ان صوفیا نے پاکستانی کلچر، مسلم کلچر کی تشکیل میں ہی نہیں بلکہ تعمیر میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ صوفیا اور اولیاء کی خدمات کو سراہتے ہوئے سید فیضی لکھتے ہیں:

"اس حقیقت سے مجال انکار نہیں کہ اسلام کو مقبول عام بنانے میں ان کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ انہوں نے سادہ زندگی اختیار کرنے، تقرب الٰہی پانے، صداقت کی خوبیاں اپنانے، اخوت انسانی کو ترقی دینے، باہمی حقوق و فرائض کو بجا لانے اور سب سے بڑھ کر عبادت خداوندی میں سرگرم رہنے کی جو تعلیم دی ہے، وہ ان کی پاک زندگیوں کا ماحصل ہے۔ کسی نئی خیال پر جدید تصور کی تخلیق ان کا مقصود نظر نہیں تھا جو برصغیر کی ثقافتی سرگرمیوں کا باعث بنتا لیکن اس کے باوجود ان دونوں شعبوں میں جو کارہائے نمایاں اور عظیم خدمات انجام دی ہیں، انہیں بھلایا نہیں جا سکتا۔ ان کے اکثر و بیشتر عوامی رابطوں ہی کی وجہ سے ایک مشترک قومی زبان نے جنم لیا۔ علاقائی بولیاں بھی انہیں بزرگوں کے دم قدم سے پھلتی پھولتی رہیں اور یہی وہ موزوں وقت تھا جب کہ مختلف قومیتوں کے بڑھتے ہوئے سیاسی، لسانی، ثقافتی اور روحانی ارتباط سے ایک احساس وحدت اور شعور یگانگت پرورش پاتا رہا۔" (2)

---

(1) رشید امجد، فاروق علی سرسیدین، پاکستانی ادب (جلد اوّل)، ص: ۷۴۔۷۵

(2) سید فیضی، پاکستان ایک تہذیبی وحدت، ص: ۲۶

مسلم کلچر کے مخصوص مراکز چند تھے مثلاً مسجدیں، مدرسے اور خانقاہیں ان میں مساواتی اصول پر میل جول ہونا، خدمت خلق، تواضع، انکسار اور بے غرضی کی جو تعلیم ان خانقاہوں میں دی جاتی تھی اس سے عام افراد کو تصفیہ و تزکیہ نفس کے مواقع ملتے تھے۔ ایک ایک مرکز میں ایک خانقاہ نے کلچر کو متاثر کیا۔ لاہور میں داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے، پاکپتن میں بابا فرید شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ نے، دہلی میں نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے، اجمیر میں حضرت چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کے علاوہ عطار سعدی اور دوسرے شعراء کی اخلاقی شاعری اور پند ناموں سے کلچر متشکل ہوا۔

پاکستانی ادب میں نئی ادبی روایات اور انداز فکر کا زندگی کے بارے میں از سر نو تعین کیا گیا۔ داستانوی ادب اور اسی نوع کی دیگر اصناف پر عظیم ورثہ کی کاشت ہوئی جس کی بدولت پاکستانی ادبی روایت نے جنم لیا۔ مروجہ زبانوں کی جگہ دیگر زبانوں سندھی، پنجابی، بلوچی، پشتو کی صورتیں ابھرنے لگیں۔ پاکستانی، درویشوں، فقیروں اور صوفیا نے اس جد وجہد کی مثالیں قائم کیں۔ خیالی خداؤں کی پرستش ترک کرکے ایک رحیم وکریم اللہ کی مرضی کے آگے جھک جانے کا پیغام پہنچایا۔ پاکستانی ادب کو صوفیانہ ادب سے بھرپور اسلامی زندگی ملی۔ ایک خانقاہ سے دوسری خانقاہ اور ایک قبیلے سے دوسرے قبیلے تک اعلیٰ اخلاقی اقدار اور واحدنیت کا پرچار علم و حکمت اور شعر و ادب سے ہونے لگا۔ علاقائی دبستانوں کے ذخیرہ ادب، اصطلاحات اور موضوعات میں اشتراک پایا گیا۔ یہی اشتراک وامتزاج اس پاک سر زمین کے کلچر کی شناخت ہے۔

مسلم کلچر کی جڑیں ادب و فن، تعمیرات، غذا اور غذائی عادات، لباس و زیورات، ظروف اور سب سے بڑھ کر سوچ اور طرز فکر تک کے انقلابات میں پنہاں ہیں۔ تاکہ یہ دُنیاوی میدانوں میں مسرت وانبساط کا ذریعہ بنے۔ اس سے فن تعمیر کو مثالی بلندیاں عطا ہوئیں۔ جس میں تصریح، وسعت، کشادگی توازن و تناسب کے علاوہ قرینے اور نقشہ بندی میں حسن و تزائین کو اُجاگر کیا گیا۔ غذا اور غذا سے متعلق عادات و اطوار اور پسند و ناپسند میں بھی اسی طرح ماضی کی خالصتاً انفرادی شرم وحیا پر مبنی فلسفیانہ موشگافیوں کے برعکس سماجی اور اجتماعی روایات کی بناڈالی گئی۔

ڈاکٹر سید عبد اللہ مسلم کلچر کے خارجی عناصر کے موضوع پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اسلامی کلچر کی ترکیب کس حد تک جائز ہے؟ کیونکہ کہا یہ گیا ہے کہ کلچر اقوام کا ہوتا ہے عقیدوں کا نہیں ہوتا۔ جواباً عرض ہے کہ اگرچہ یہ مغالطہ لفظی ہے اور اسلامی کلچر سے مراد مسلم کلچر ہی ہے کیونکہ یہ فاعل پر فعل کا اطلاق ہے تاہم صحیح طریق اظہر شاید یہی ہوگا کہ اسے مسلم کلچر کہا جائے۔ لیکن اس لحاظ سے اسے اسلامی کلچر کہنا بھی غلط نہیں

کہ مسلم تہذیب اسلام کے زیر اثر اسلام کے ماننے والوں نے پیدا کی لہٰذا اس میں فاعلی عنصر اسلام ہی ہے۔۔۔ایسے عناصر بھی ان کے کلچر میں شامل ہو گئے جن میں سے بعض اجزا اصل اسلامی اہلیت سے یقیناً بیگانہ ہوں گے۔"(1)

ماحصل:

اس پوری بحث کو سمیٹتے ہوئے ہم بالآخر اس اہم سوال کی طرف لوٹتے ہیں کہ مذہب اور کلچر کا باہمی تعلق کیا ہے؟ ہمارے خیال میں دین ایک برتر تصور ہے جو مسلم کلچر کی حدود اور اس کے دائروں کا تعین کرتا ہے۔ اس اعتبار سے مذہب کا منصب کلچر کی تشکیل بھی ہے۔ اسلام محض کلچر نہیں بلکہ "مسلم کلچر" کا تصور پیش کرتا ہے جو دین و دُنیا کے تمام اُمور کا احاطہ کرتا ہے۔ مذہب کو کلچر کے مقابلے میں برتر مقام دینے کی بنیادی وجہ اس کا احکام الٰہی پر مبنی ہونا ہے۔ علاوہ ازیں تاریخی اعتبار سے دیکھا جائے تو مذہبی تعلیمات کا ظہور پہلے ہوا، کلچرل مظاہر بعد میں سامنے آئے۔ ایک مسلمان کے عقیدے کے مطابق انسان نے اپنی زندگی کا آغاز خدائی حکم سے ایک نبی یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی قیادت میں کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ انسانی معاشرے کی ابتدا میں مذہب و کلچر کا وہ فرق ہی نہ تھا جو آج سمجھا جاتا ہے۔ آج ہم جن باتوں کو خالصتاً ثقافتی میراث اور ثقافتی سرگرمیاں سمجھتے ہیں، زمانہ قدیم میں یہ کسی نہ کسی قوم کی مذہبی اقدار پر مبنی تھیں۔ رقص اور موسیقی کو ہندومت میں آج بھی عبادت کا درجہ حاصل ہے۔ تھیٹر اور اداکاری کا فن یونانی تہذیب سے ماخوذ ہے۔ یونانیوں سے یہ فن رومیوں نے سیکھا۔ یونانی اور رومی تہذیبوں میں تھیٹر کو عبادت گاہ کا درجہ حاصل تھا۔ ان کے خیال میں خدا کے اوتار نے زمین پر ظہور کیا تو گویا خدا اسٹیج پر آیا۔ یورپ میں بھی سترہویں صدی تک تھیٹر میں صرف مذہبی ڈرامے ہی پیش کیے جاتے تھے۔

پاکستان میں جو نظریہ رہنما اصول کی حیثیت رکھتا ہے وہ اسلام ہے یعنی اسلام ہماری زندگیوں کا نظری اور عملی وہ اصول ہے جس پر زندگی کی تنظیم کی جاتی رہی ہے۔ اسلام اپنے کلچر کی تعمیر کے لیے جو مابعد الطبیعاتی بنیاد فراہم کرتا ہے، وہ دیگر کلچروں کی مابعد الطبیعات سے زیادہ یقینی، محکم اور سائنسی ہے اس میں ان سے زیادہ کہیں وزن ہے۔

یہ آدرش جن مابعد الطبیعاتی اصولوں اور عقائد پر اپنے کلچر کی اٹھان رکھتا ہے وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ ڈاکٹر وحید عشرت اپنے مضمون "پاکستانی ثقافت کی تشکیل میں اسلام کا کردار" میں لکھتے ہیں:

(1) عبداللہ، ڈاکٹر سید، (۲۰۰۱ء) کلچر کا مسئلہ، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ص: ۳۳

"پاکستان کے موجودہ ثقافتی تشخص کے لیے ہمیں ان تمام ثقافتوں کے اثرات کو اسلامی اصول کی فلاسفی کے تحت منظم کرنا ہے اور اس طرح پاکستان کی ثقافت کو نئے خدوخال کے ساتھ پیش کرنا ہے جس میں ماضی سے رشتہ استوار رکھتے ہوئے حال کے تجربات کی روشنی میں ہم اعلیٰ مستقبل کی تشکیل کر سکیں۔" (1)

اگر ہم اسلام کو انسانی زندگی کے لیے مکمل نظام حیات سمجھتے ہیں اور اسے مسلم کلچر کے باطنی و خارجی عناصر کا محوری نکتہ سمجھتے ہیں تو پھر اس کا منطقی نتیجہ اس کے علاوہ کوئی اور نہیں ہونا چاہیے کہ ہم اپنے کلچریائی مظاہر کو اسلام کی اقدار کے مطابق ڈھالیں۔ ہمارے کھانے پینے، رہنے سہنے، اوڑھنے، سونے کے سب طریقے، ہمارے خیر و شر کے معیارات، ہماری تقریبات، ہماری خوشی و غمی کے مواقع، ہماری معیشت، ہمارے فنون و ہنر، ہماری سیاست، ہمارا ادب اور ہمارے تہوار منانے کے طریقے غرض ہماری زندگی کے سب دائرے اسلامی فکر کے نور سے روشنی پائیں۔ ہمارے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنی قومی زندگی میں مذہب اور کلچر کے درمیان جہاں کہیں اختلاف یا تصادم دیکھیں، وہاں مذہب کو محکم اور فیصلہ کن قوت تسلیم کریں۔ اگر ہمارا یہی رویہ بن جائے تو پاکستانی کلچر کی صورت میں مسلم کلچر تشکیل پذیر ہو گا۔

(1) وحید عشرت، (۱۹۷۶ء) پاکستانی ثقافت کی تشکیل، لاہور: پاکستان فلسفہ اکادمی اچھرہ، ص: ۶۱

مصادر و مراجع

1. القرآن الکریم
2. ابوالاعلیٰ مودودی،(۲۰۰۵ء)،اسلامی ریاست،:اسلامک پبلی کیشنز،لاہور
3. ابوالخیر کشفی،سید،(۱۹۸۶ء)ادب اور قومی شعور پاکستانی ادب (جلداوّل)،مرتبین:رشید امجد،فاروق علی،فیڈرل گورنمنٹ سرسید کالج،راولپنڈی
4. احتشام حسین،(۲۰۰۷ء)ادب اور تہذیب،مرتبہ:اشتیاق احمد،مشمولہ کلچر:منتخب تنقیدی مضامین،بیت الحکمت،لاہور
5. حمید احمد خان،(۱۹۷۵ء) پاکستان کی تہذیبی روایت،مشمولہ تعلیم و تہذیب،مجلس ترقی ادب،لاہور
6. خالد علوی،ڈاکٹر،(۱۹۷۸ء)اسلام کا معاشرتی نظام،المکتبہ علمیہ،لاہور
7. رشید امجد،ڈاکٹر،(۱۹۸۶ء)ابتدائیہ پاکستانی ادب (جلداوّل)،مرتبین:رشید امجد،فاروق علی،فیڈرل گورنمنٹ سرسید کالج،راولپنڈی
8. رشید امجد،فاروق علی سرسیدین،(۱۹۸۱ء) پاکستانی ادب (جلداوّل)،فیڈرل گورنمنٹ سرسید کالج،راولپنڈی
9. رشید،غلام دستگیر،(۱۹۴۴ء)اسلامی تہذیب کیا ہے؟،اشاعت اُردو رزاقی مشین پریس،حیدرآباد دکن
10. سجاد باقر رضوی،(۲۰۰۷ء) پاکستانی تہذیب کا مسئلہ،مشمولہ کلچر،مرتبہ:اشتیاق بیگ،بیت الحکمت،لاہور
11. سرکار سید العلماء الحاج سید علی نقی النقوی صاحب قبلہ،(۱۹۶۰ء)اسلامی کلچر کیا ہے؟،اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ،لاہور
12. سلیم احمد،(۱۹۸۳ء) قومی تشخص اور ثقافت،مرتبہ:جنید اقبال،ادارہ ثقافت پاکستان،اسلام آباد
13. سید فیضی،(۱۹۷۷ء) پاکستان ایک تہذیبی وحدت،مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی،لاہور
14. عبدالحکیم،خلیفہ،(طبع سوم،۱۹۶۹ء)ثقافت،مشمولہ مقالات حکم،ادارہ ثقافت اسلامیہ،لاہور
15. عبداللہ،ڈاکٹر سید،(۲۰۰۱ء) کلچر کا مسئلہ،سنگِ میل پبلی کیشنز،لاہور
16. عطش درانی،(۱۹۸۶ء)اسلامی تہذیب و ثقافت،شاخ زریں مطبوعات،لاہور
17. غفور شاہ قاسم،پروفیسر،(۱۹۹۵ء) پاکستانی ادب ۱۹۴۷ء سے تاحال،معراج دین پرنٹرز،لاہور
18. قاضی جاوید،(۲۰۱۰ء)مغرب تہذیب کا چیلنج اور مسلم سماج،مشمولہ تاریخ و تہذیب،فکشن ہاؤس،لاہور
19. محمد ارشد خان بھٹی،پروفیسر،(س ن) مطالعہ تہذیب اسلامی،اصباح الادب اُردو بازار،لاہور
20. محمد حسن عسکری،(۲۰۰۱ء)آزادی رائے اور پاکستان کا کلچر (جلد دوم)،تحقیق وتدوین:شیما مجید،علم و عرفان پبلشرز،لاہور
21. محمد فتاوی،ڈاکٹر،(۱۹۸۲ء)اسلامی تہذیب کی تفہیم جدید،اسلامک پبلی کیشنز،لاہور
22. وحید عشرت،(۱۹۷۶ء) پاکستانی ثقافت کی تشکیل،پاکستان فلسفہ اکادمی اچھرہ،لاہور
23. Carrell Quigley, The Evolution of Civilizations, New York: Macmillan Company, 1961
24. Oxford English Dictionary (5th Edition), Claranden Press, 1961